جناب مشتاق الرحمان شفق (م۔ر۔شفق)
نبیرہؑ صاحب سوانحؒ

مولانا محمد عبدالجمیلؒ طوروی

یکے از اساتذہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ

گزشتہ دنوں اپنے ایک رفیق کار جناب شیر محمد (ڈی۔سی۔این) کی وساطت سے مولانا انظر شاہ کشمیری کی تالیف ''حیات کشمیری'' (نقش دوام) پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی جو پاکستان میں ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ۔ملتان۔کے زیر اہتمام (ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ) منظر اشاعت پر آچکی ہے۔آپ نے اپنے والد علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے اساتذہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''..........دیوبند کے ان اساتذہ کے علاوہ استاد العلماء مولانا مفتی لطف اللہ علیگڑھی کے فخر روزگار شاگرد مولانا عبدالجمیل افغانی سے علم ھیئت کی تکمیل کی..........ص ۳۲/۳۳)

اور پھر حاشیہ رقم فرمایا ہے: ''مولانا عبدالجمیل افغانی کے حالات معلوم نہ ہو سکے'' (ص ۳۳)

ناچیز کو مولانا عبدالجمیلؒ صاحب کے پوتوں میں شمار ہونے کا شرف حاصل ہے اس لئے ان کے مختصر حالات زندگی پیش کرنے میں خوشی محسوس ہوتی ہے۔مولانا مرحوم نے فارسی زبان میں مختصر سوانح حیات لکھے تھے۔یہ نامکمل مسودہ ''تذکرہ جمیل'' ہمارے پاس محفوظ ہے۔کچھ اس کی مدد سے' کچھ اپنے برادر محترم اسرار الرحمان (اسرار طوروی) اور دوسرے بزرگوں کے تعاون سے یہ تھوڑی بہت معلومات فراہم کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

کرتا ہوں جمع پھر جگر لخت لخت کو　　　عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیئے ہوئے

علامہ حافظ محمد عبدالجمیل صاحب' مجاہد عالم اور صاحب طریقت اخوند محمد یونسؒ گیلانی المعروف نور محمد پشاوری دخاوٗ بابا (المتوفی ۱۰۵۹ھ) کی اولاد میں سے ہیں۔جن کا سلسلہ نسب گیارویں پشت میں سید الحنان عبدالعزیز ابن سیدنا شیخ قطب ربانی محبوب سبحانی محئی الدین عبدالقادر گیلانیؒ الحسنی الحسینی قدس سرہ تک جا پہنچتا ہے۔اخوند محمد یونس گیلانی مغل بادشاہ شاہجہان کے دور میں مشہد (ایران سے ہو کر ہندوستان پہنچے تھے۔آپ افغانستان کی وادی لوگر میں علاقہ چرخ کے ایک گاؤں ''خاوہ'' میں پیدا ہوئے تھے۔اسی نسبت سے ''خاوی'' اور ''خاوٗ بابا'' مشہور ہوئے۔آپ نے

---

* ریڈیو پاکستان' اسلام آباد

ضلع مردان کے موضع طورو اور غلہ ڈھیر کے درمیان جس مقام پر قیام کیا تھا.......... ریاضت وعبادت کی تھی اور اشاعت دین کے لئے مجاہدے لڑے تھے وہ بھی اسی حوالے سے ''خاؤ کلے'' (موضع خاؤ) کہلاتا ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو'' روحانی تڑون'' ص ۶۷۔۵۵۵) حضرت اخوند محمد یونسؒ (خاؤ بابا) نے سلسلہ نقشبندیہ میں سیدنا آدم بنوری قدس سرہ سے مخرقہ خلافت پایا تھا اور روحانی پیشوا شیخ عبدالوہاب اخوند پنجو باباؒ (۹۳۷ تا ۱۰۴۰ء اکبر پورہ' پشاور) کے ماذون' خلیفہ اور داماد بھی تھے۔ چنانچہ علامہ محمد عبدالجمیل صاحب' مدرسہ لطیفیہ ویلور (مدراس) کے صدر مدرس کی حیثیت سے جو سند (بزبان عربی) فاضل طلباء کو عطا کرتے تھے۔ اس میں انہوں نے نام کے ساتھ......''فشاوری ثم اکبر فوری ثم الطوروی'' لکھا ہے۔

مولانا محمد عبدالجمیل صاحب طورو میں مولانا حافظ حفیظ اللہ (المتوفی ۱۳۰۷ھ) کے گھر پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت غالباً ۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۵ء ہے چار سال کی عمر میں مدار شاہ استاد کے درس قرآن میں شامل کرائے گئے۔ ڈیڑھ سال کے عرصے میں ناظرہ قرآن ختم کیا۔ حافظ مدد صاحب نے ۱۲۹۰ھ میں قرآن پاک حفظ کرانا شروع کیا اور ۱۲۹۱ھ میں حافظ قرآن ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی۔ چوتھی جماعت تک سکول پڑھا۔ صوبہ سرحد کے مختلف قصبوں میں علوم وفنون کے ممتاز ماہرین علماء سے استفادہ کیا۔ درس نظامی سے متعلق شعبہ ہائے علوم کی کتابیں پڑھیں۔ بعض کتب کے متون بھی حفظ کئے جن میں شرح وقایہ (ج آخر) شاشی۔ فصون۔ لطائف البیان حسامی وغیرہ شامل ہیں۔ پھر یہ کتابیں مختلف ماہرین وفضلاء سے درساً پڑھیں۔

آپ کے اساتذہ کرام کی فہرس خاصی طویل ہے۔ ان میں فقہی عالم مولوی جلال الدینؒ موضع دھوبیان (مردان) حضرت بحر الدین صاحب' موضع خویشگی۔ ملا قلندر صاحبؒ موضع مسیرئی پشاور' جناب مولوی امیر اللہؒ اسماعیل زئی' گڑھی کپورہ۔ مولوی فضل احمد' کوٹ اسماعیل زئی۔ ملا منصور علیؒ ساکن کالو خان مقیم قریہ گنبد چغرزئی کوہستان۔ مولوی نظر محمد صاحب کوٹ دولت زئی' سرخ ڈھیری کے مشہور اصولی عالم حضرت مولانا محمد صاحب ملا محمود صاحب مایاری مقیم بام خیل (جو قطب دوران حضرت لالہ جی صاحب عبدالحقؒ صاحب کے صاحبزادوں مولانا عبدالقیوم اور سید حسین شاہؒ کے استاد تھے) موضع شیوہ (نواں کلی رزڑ) کے مولوی محمد غفران صاحبؒ۔ مولوی حسن الدین صاحب ''سیبویہ ثانی'' قصبہ رجڑ (علاقہ ہشتنگر) حضرت سید میاں صاحب (ڈیری صوابی) جن کا ذکر ''مشاہیر علماء سرحد'' کے ص ۳۵ پر ملتا ہے (۱۳۰۷ھ/ ۱۸۹۹ء) بالامانی پشاور کے حضرت سید اکبر شاہ صاحب اور علاقہ چھچھ کے ملا موسیٰ صاحبؒ بھی شامل تھے۔ یہ صاحب جلالی مزاج والے پیر' متقی' نیک کردار اور معقولات کے عالم تھے۔

۱۳۰۱ھ میں حضرت مولانا شاہ صاحبؒ کے پاس زروبی (صوابی) چلے گئے۔ قطبی شروع کی۔ پھر میر قطبی' سلم العلوم تصورات' میبذی' ملاحسن' مرزاہد رسالہ' مرزاہد ملا جلال قاضی بر مرزاہد' حمد اللہ' قاضی مبارک نا تمام اور صدرا

کامل پڑھیں۔ موضع پڑانگ چارسدہ میں باجوڑ قریہ کاگہ کس کے مولانا گل زمان سے جملہ تصدیقات و ماعلیہ پڑھیں۔
بعد فراغت کا مراجعت بہ زروبئی فرمائی۔ اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ زروبئی علماء خیز قصبہ ہے۔ مولانا عبدالجمیل نے اس دوران (۱۳۰۳ھ) میں بفہ کے ملا جمعد لی (پرگنہ پکلئے) سے بھی قاضی ناتمام پڑھی۔ لیکن علامہ موصوف کی پیاس نہ بجھ سکی۔ اس لئے واپس زروبئی آئے اور حضرت مولانا شاہ صاحب سے مذکورہ کتب پڑھیں۔ اس سے قبل، ۱۲۹۱ء میں حفظ قرآن کے بعد اپنے والد صاحب کی ہدایت پر غوث زمان، صاحب سوات اخوند عبدالغفورؒ (متوفی ۱۲۹۵ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دعائیں دیں۔ اسی طرح قطب دوران مولانا عبدالحقؒ لالہ جی صاحب (بام خیل) سے سلوک وطریقت میں کافی فیض پایا۔ حضرت لالہ جیؒ نے آپ کو ہدایت کی کہ وہ "علم ظاہر کو کمال تک پہنچائے کہ بحر علوم باطن تو بے پایان ہے۔ انسان کو دوسری طرف نہیں چھوڑتا اور علم ظاہر سے محرومی اچھی بات نہیں۔" حضرت لالہ جیؒ سے اوراد وظائف لے کر علمی سفر جاری رکھا۔ شوق کی فراوانی تھی۔ علوم ظاہری اور علوم معقول سے خط پایا۔ تشنگی بدستور رہی اور علوم اسلامیہ کی کتابیں پڑھتے رہے۔

شوال ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء کو عازم ہندوستان میں ہوئے۔ لاہور میں مقیم، حضرت مولانا عبداللہ ٹونکی سے مشورہ لے کر، وحید دہر، فقیہہ عصر، استادالعلماء مولانا محمد لطف اللہ علیگڑھی کے حضور میں پہنچے۔ خود فرماتے ہیں:

"اول نظر کہ بچہرہ مبارک ایشاں انداختم، سراپا نور یافتم و گفتم ماھذا بشرا ان ھذا الا ملک کریم"...... آپ نے مولانا لطف اللہ علیگڑھیؒ سے نہایت انہماک اور کمالِ اشتیاق کے ساتھ مختلف علوم میں درس لینا شروع کیا۔ استادالعلماء آپ پر شفقت وعنایت فرماتے۔ ۱۳۰۷ھ تک دینی علوم پڑھے۔ اس دوران آپ نے کتاب "تصریح" پر شرح لکھی اور استادالعلماء مولانا علیگڑھیؒ کو دکھائی جو آپ نے پسند فرمائی۔ لکھتے ہیں "ایشاں پسند فرمود"...... ۱۳۰۸ھ میں مولانا علیگڑھیؒ نے آپکو سند الاحادیث عطا کی۔ نیز دیگر علوم کی سند اپنے دست مبارک سے لکھ کر دی جس پر مولانا لطف اللہ علی گڑھی کی مہر ثبت ہے۔ "جمادی الاولی ۱۳۰۸ھ فی مدرسہ علیگڑھ" جبکہ ثبت شدہ مہر پر ۱۲۸۶ھ تاریخ درج ہے۔

مولانا علیگڑھیؒ نے اپنے شاگرد عزیز کو معدن العلوم مدرسہ اسلامیہ عربیہ رامپور میں حضرت مولوی عبدالسمیعؒ کی دعوت پر بھیج دیا۔ قاضی سراج الحق صاحب اور دوسرے حضرات کے نام خط لکھ کر دیا۔ آپ نے وہاں درس دینا شروع کیا تو اطراف واکناف سے طلباء کھچ کھچ کر آئے۔ اختتام سال پر حضرت مولوی محمد حسنؒ نانوتوی نے طلبہ کا امتحان لیا اور ایک رپورٹ مرتب کی: "آج میں نے مدرسہ معدن العلوم" کا امتحان لیا۔ از حسن سعی مولوی عبدالجمیل صاحب صدر مدرس طلبہ نے امتحان تقریری عمدہ دیا۔ امتحان تحریری میں اکثر پاس ہیں۔"

کچھ عرصہ بعد وطن لوٹ آئے تو استاد محترم مولانا علیگڑی کے ساتھ بذریعہ خط وکتابت رابطہ قائم رکھا۔ آپ

نے اپنے استادگرامی کا عربی زبان میں لکھا ہوا ایک خط نقل کر کے محفوظ کیا ہے جس کے آغاز میں بسم اللہ کے بعد یہ اشعار درج ہیں۔

ماغیر البعد و دا انت تعرفه ولا تبدلت یعدا لذکر نسبانا

ولا ذکرت صدیقا او اخاثقة الاجعلتک فوق الکل عنوانا

جب مولوی احمد حسن صاحبؒ کانپوری مدرسہ لطیفیہ ویلور کے عہدہ صدر مدرس سے الگ ہو گئے تو مدرس دوم مولوی محی الدین حسین کی دعوت اور مہتممانِ معدن العلوم رامپور' نیز مولانا لطف اللہ علیگڑھی کی اجازت سے مدراس جا کر مدرسہ لطیفیہ ویلور میں صدر مدرس کا عہدہ سنبھالا۔ آپ محرم الحرام ۱۳۰۹ھ میں ویلور پہنچے۔ مولانا رکن الدین صاحب قادری مہتمم مدرسہ تھے۔ ۱۳۱۱ھ میں وطن واپس آئے۔

ریاست حیدرآباد دکن کے وزیر اعظم نے استاد العلماء لطف اللہ علیگڑھی کو دعوتِ ملاقات دی تو اپنے تلامذہ خاص کو ساتھ لے کر گئے۔ ان میں مولوی محمد علی کانپوری۔ مولوی عبدالغنی صاحب۔ مولوی ظہور الاسلام صاحب فتحپوری اور ج۔ امجد مولانا محمد عبدالجمیل صاحب شامل تھے۔ محل ''فلک نما'' میں وزیر اعظم (اقبال الدولہ) سے ملاقات ہوئی۔

مولانا علیگڑھیؒ کو بعہدہ صدر مفتی' صدر عدالت عالیہ مقرر کیا گیا۔ اس موقع پر ناظم تعلیمات سید علی بلگرامی سے مولانا محمد عبدالجمیل صاحب کی گفتگو ہوئی۔ وزیر اعظم ریاست کو آپ بے حد پسند آئے۔ تین صد روپیہ ماہوار ملازمت مقرر کرنے کا عندیہ پیش کیا۔ دریں اثنا مہتمم مدرسہ فتح پوری مولوی حافظ وکیل عزیز الدین نے مولانا علیگڑھی کے نام پیغام بھیجا جس میں پچاس روپیہ ماہوار پر مولانا عبدالجمیل صاحب کو صدر مدرس کا عہدہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اشاعت علوم دینیہ کی خاطر یہ پیش کش قبول کی اور بہ ''اجازت استاد العلماء'' وہاں چلے گئے۔ مدرسہ فتح پوری میں ۱۳۱۷ھ تک رہے۔ اور پھر استعفیٰ دے کر وطن آئے۔ آپ نے بھرپور علمی زندگی گزاری۔ ظاہر ہے شاگردوں کی تعداد ہزاروں ہے ان میں علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق بانی دارالعلوم حقانیہ' اکوڑہ خٹک جیسی ممتاز شخصیات شامل ہیں۔

ہمارے خاندان کے بعض بزرگ علماء حضرت مولانا حافظ لطف الرحمان صاحب (وفات ۱۴ مئی ۱۹۶۵ء) حضرت مولانا محمد امین الحق صاحبؒ (خطیب پنجاب۔ شیخوپورہ) اور مولانا حافظ محمد ادریس فاضل جامعہ ڈابھیل (وفات: ۲۰ مئی ۱۹۶۵ء) علامہ انور شاہ کشمیری کے خصوصی شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔ شاہ صاحبؒ اپنے استاد محترم مولانا محمد عبدالجمیل کی نسبت سے بھی تلامذہ مذکور کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اپنے انہی بزرگوں کی بدولت علماء دیوبند سے الفت وعقیدت ہمارے خون میں رچی بسی ہے۔ ان برگزیدہ اور پاکیزہ ہستیوں میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ بھی شامل ہیں۔ اپنے بزرگوں کی علمی مجالس میں شاہ صاحبؒ کا ذکر بھی کسی نہ کسی حوالے سے ضرور ہوتا تھا۔

عم محترم مولانا حافظ لطف الرحمان صاحبؒ جو بہترین مدرس۔ عذب البیان خطیب اور واعظ تھے۔ اپنے استاد گرامی حضرت شاہ صاحبؒ کشمیری کے والہ وشیدا تھے۔ شاہ صاحبؒ نے ایک موقع پر درس حدیث کے دوران اپنے اس عزیز شاگرد کو نہ پا کر فرمایا تھا کہ ''ہمارا ہد ہد سلیمانی کہاں کھو گیا'' اور جب مولانا کو شاہ صاحب کشمیریؒ کی نظر میں اپنی اہمیت کا پتہ چلا تو خوشی کی انتہا نہ رہی اور پھر زندگی بھر ''شاہ صاحب'' کے اس ایک جملے کو اپنے لئے سب سے بڑا اعزاز سمجھتے رہے

برادرم اسرار طوروی کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ان تینوں بزرگوں سے مختلف اوقات میں شاہ صاحبؒ کے بارے میں ایک ہی سوال پوچھا۔ تو ان کا ردعمل بھی ایک جیسا پایا۔

مولانا لطف الرحمانؒ صاحب سے پوچھا کہ کیا علامہ انور شاہ کشمیریؒ بہت اونچے پایہ کے عالم تھے..؟ تو آپ کا نورانی چہرہ کھل اٹھا اور مسکرا کر فرمایا۔ ''شاہ صاحبؒ تو علم کا سمندر تھے''

کئی معتبر کتابوں کے مصنف اور شعلہ بیان خطیب مولانا محمد امین الحقؒ صاحب نے مذکورہ سوال کے جواب میں فرمایا تھا۔ ''عالم تو کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ (کشمیری) بلاشبہ بحر العلوم تھے)''

اور یہی جواب' صاحب کشاف القرآن' حافظ محمد ادریسؒ نے بھی دیا تھا کہ

''علامہ انور شاہ کشمیریؒ صرف مدرس ومحدث یا عالم نہیں تھے۔ وہ تو جامع العلوم تھے۔''

اسے حسن اتفاق کہیئے کہ مولانا عبدالجمیل صاحبؒ کے دوسرے صاحبزادے' مولانا محمد عنایت اللہ (وفات ۲۵ جون ۱۹۹۵ء) نے ابتدائی دینی تعلیم حضرت مولانا قطب الدینؒ غورغشتوی (چھچھ) سے حاصل کی تھی۔ جو مولانا عبدالجمیل صاحبؒ کے ہمدرس رہے تھے۔ پھر اپنے والد محترم سے دینی علوم کی کتب پڑھیں اور دورہ حدیث مکمل کیا۔ جمعیت العلماء ہند کے حوالے سے اکابرین دیوبند سے ایک رابطہ قائم کر رکھا تھا۔ آپ کو دارالعلوم دیوبند میں رہ کر رسمی تعلیم اور سند فضیلت حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ تو دیوبند جا کر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ آپ کا مدعا جان کر حضرت مولانا مدنیؒ نے ہمت افزائی کی اور فرمایا: '' بھائی جب مولوی عبدالجمیل صاحب نے آپ کو پڑھایا تو ہم سے کیا لینا'' تاہم بعض علماء دیوبند اور حاضر طلباء کے بھرتے مجمع میں مولانا مدنی نے آپ کا امتحان لیا جوابات سن کر بہت خوش ہوئے اور فرزند جمیل (مولانا عنایت اللہ) کو اعزازی سند سے نوازا اور نیک تمناؤں اور دعاؤں کے ساتھ اجازت دی۔ (یہ غالباً ۱۹۴۲ء) کا واقعہ ہے۔

مولانا حافظ محمد عبدالجمیل صاحب' نواب جوناگڑھ کے درباری عالم بھی رہ چکے تھے سر صاحبزادہ عبدالقیوم خان کی فرمائش پر (۱۴۔۱۹۱۳ء) کچھ عرصہ اسلامیہ کالج پشاور میں طلباء کو دینیات (تفسیر وحدیث) پڑھاتے رہے۔ اس زمانے میں مسٹر لیولن ٹپنگ (۲۰۔۱۹۱۳) کالج کے پرنسپل ہوا کرتے تھے۔ لیکن یہ فضا مولانا کی طبیعت کو راس نہ آئی پھر بانی ریاست سوات میاں گل عبدالودود (مرحوم) کی دعوت پر سوات تشریف لے گئے ۔ ولی عہد عبدالحق جہانزیب

(سابق والئی سوات) کے اتالیق مقرر ہوئے اور کافی عرصہ سوات میں بھی گزارا۔

آپ نے ۱۶ نومبر ۱۹۴۶ء کو وفات پائی اور مقبرہ خاؤ بابا میں جد بزرگوار مولانا سید اخوند محمد یونس گیلانی المعروف نور محمد پشاوری) کے قرب و جوار میں آسودہء خاک ہیں "خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را"

طورو کے معروف شاعر تاج ملوک خان دلسوز (موحوم) نے علامہ محمد عبدالجمیل صاحب کی وفات پر درد بھرا مرثیہ (پشتو میں) کہا تھا۔ آخری مصرع سے مادہ تاریخ بھی نکلتا ہے۔

طالبان ئی تاریخ غواڑی لہ دلسوزہ

ربہ لاڑل طالبانو غمخوار ھائے ھائے

۱۹۴٦ھ۔

بقیہ صفحہ نمبر ۲۹ سے بارے میں کوئی ایسا رویہ اختیار نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کے مال کو بے جا خرچ نہ کرے۔ خاوند کی ناشکری کے بارے میں ایک اور جگہ آتا ہے کہ حضرت اسما بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ حضور ﷺ ہمارے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا کہ "تم اچھا سلوک کرنے والے شوہر کی ناشکری سے بچو"۔ اس حدیث میں عورتوں کو ناشکری کرنے سے بچنے کیلئے تعلیم دی گئی۔ ناشکری کی بیماری عام خواتین میں ملتی ہے۔ کیونکہ اکثر عورتیں جہنم میں خاوند کی نافرمان اور ناشکری کرنے والی جائے گی۔ .... (جاری ہے)

ایک نادر موقع

الحق کا 36 سالہ نادر و نایاب علمی خزانہ فوری حاصل کیجئے

دارالعلوم حقانیہ کے زیر اہتمام ماہنامہ "الحق" اکتوبر 1965ء کو جاری ہوا تھا۔ برصغیر پاک و ہند کے چوٹی کے اہل قلم حضرات نے اپنی گرانقدر تحریرات اور قیمتی مقالات کیلئے ماہنامہ "الحق" کا انتخاب کیا۔ الحق نے 36 سالہ زندگی میں علم و تحقیق کے ہر میدان میں گرانقدر خدمات انجام دیئے۔ ادارہ کے شعبہ رسائل و جرائد میں ماہنامہ "الحق" کے قدیم شمارے محدود تعداد میں موجود ہیں۔ اہل علم حضرات کی ضرورت اور تقاضوں کے پیش نظر ادارہ نے اس علمی خزانہ کو دو چند اور سہ چند قیمت پر دینے کے بجائے نصف قیمت پر مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

فوری رابطہ فرما کر اس بیش بہا خزانہ کو حاصل کیجئے۔ شعبہ رسائل و جرائد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ